مکتوبات قاضی عبدالودود بنام ڈاکٹر عبدالستار صدیقی (الٰہ آباد)

(۱)

بھنور پوکھر، پٹنہ ۔۴
۱۸ / اگست ۱۹۴۹ء
مخدومی، تسلیم ۔

۱۔ " ہر ہمہ " کی جو سند آپ نے دی ہے وہ بہارِ عجم میں موجود ہے ، اور میری نظر میں تھی ، میں چاہتا ہوں کہ اس کی کوئی اور سند ملے ۔ (۵۷) ہر زمزمہ راہنجار و ہر ہمہ را رفتار ، میں " ہر ہمہ " صحیح بھی ہو ، تو بے محل سا ہے ۔ مقتضائے مقام ہے کہ " ہر " کے بعد " زمزمہ " کی قسم کا کوئی لفظ ہو ، " سخن پیوندی " کے معنی وہی ہیں جو آپ فرماتے ہیں ۔

۲۔ " درین روزگار کہ ہر زمزمہ راہنجار و ہرہمہ را رفتار و ہر کجا سپاہی بود از سپہدار سخن پیوندی بگذار و بگوی کہ خود روز و روزگار برگشت ۔ " میری رائے میں ہر کجا سپاہی بود از سپہدار کے بعد بیزار یا اسی قبیل کا کوئی اور لفظ ہونا چاہیے ، ورنہ بات نہیں بنتی ۔ آپ اس پر غور فرمائیں اور اپنی رائے سے مطلع کریں ۔

۳۔ " زمزم " جو شاہ نامہ میں آیا ہے (۵۸) ، آپ کے نزدیک فارسی ہے یا عربی ؟

۴۔ مہیش پرشاد صاحب کو اس کا علم ہے کہ پنج آہنگ کی دو اشاعتیں ہیں ، حیرت ہے کہ انھوں نے اشاعتِ ثانی کو اشاعتِ اوّل بتایا ۔ اشاعتِ اوّل کا ایک جگہ پتا ملا ہے ، ابھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس سے استفادہ ممکن بھی ہے یا نہیں ۔ کچھ دنوں کے بعد اس کا حال کھلے گا ۔ پنج گلبن (۵۹) کا پتا ملے تو مجھے بھی مطلع فرمایئے گا ۔

۵۔ آرزو صاحب علی گڑھ کی ایک اطلاع کے بہ موجب امتحان میں اوّل رہے (۶۰) وہ کل علی گڑھ جا رہے ہیں ۔ غالب نمبر غالباً پہلی ستمبر کو شایع ہوجائے گا (۶۱) ۔ آثارِ غالب (آثرِ غالب) (۶۲) کے کچھ اجزاء بہت غلط اور خراب چھپے ہیں ۔ اس کی صحت میں کہ غلط نامہ میری نگرانی میں نہیں چھپ سکتا ، میں نے فضول دردِ سر مول نہ لیا ، اور کتاب غلط نامے کے بغیر شائع ہوگئی ۔ اگر طبعِ ثانی کی نوبت آئی تو اپنی نگرانی میں چھپواؤں گا ۔

۶۔ آرزو صاحب کو کلکتے میں کہیں اردو ٹائپ نہیں ملا ، اور بپٹسٹ مشن پریس سے

تحقیقات کا کوئی ذریعہ ان کے پاس نہ تھا (۶۳)۔ ایک دوست نے کراچی سے رسالۂ قندیل کا ایک شمارہ بھیجا ہے۔ اس کے کچھ اوراق ٹائپ میں ہیں۔ میں نے اسے کہیں رکھ دیا ہے، اس وقت تلاش کرنے سے نہ ملا۔ اگر کل تک مل گیا تو اس کا ایک ورق یا ایک ٹکڑا ملفوف کر دوں گا۔ غالباً لاہوری ٹائپ یہی ہے۔

۷۔ کیا " دین " فارسی الاصل ہے۔ اوستا میں تو ایک لفظ جو صورت و معنی میں اس سے بہت قریب ہے ملتا ہے۔

۸۔ قاضی عبدالغفار صاحب کا خط آیا ہے کہ یہ مشورہ دیجیے کہ انجمنِ ترقیِ اردو کس طرح چلائی جائے۔ اس کے متعلق انھوں نے ایک مفصّل مراسلہ بھیجنے کا وعدہ کیا ہے۔ میں نے جواباً لکھا ہے کہ مراسلہ دیکھ لینے کے بعد اپنی رائے دوں گا۔

۹۔ (۶۴) آپ سے میں نے دریافت کیا تھا کہ اورینٹل کالج لاہور میں آپ کے کوئی دوست ہیں یا نہیں۔ اس کا جواب نہ ملا۔ ایک کتاب کی نقل چاہیے (۶۵)۔ اُجرت پیشگی ادا کر دی جائے گی۔

نیاز مند

عبدالودود

(۲)

۱۵/ اکتوبر ۴۹ء

بھنور پوکھر، پٹنہ ۔۴

محترمی، تسلیم

آثارِ غالب ایک بہت ہی حقیر تحفہ ہے جو آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے (۶۶)۔ مجھے اچھی طرح اس کا احساس ہے کہ اس کی ترتیب و تصحیح کما حقہٗ نہ ہوسکی اور اس کا آخری حصّہ تو ایسا برا چھپا ہے کہ دیکھنے سے تکلیف ہوتی ہے۔ آپ کا لطف و کرم ان باتوں کو نظر انداز نہ کرتا تو کیا کرتا۔

ٹرنر (۶۷) کے شاہنامے کی ج ا ملی، بہت بہت شکریہ۔ کام ختم ہوگیا ہے۔ کل واپس کردوں گا۔ لنڈن (۶۸) کا شاہنامہ آپ کے پاس ہے تو بڑی نادر چیز ہے۔ ایران میں نیا نسخہ (۶۹) جو چھپا ہے آپ کی نظر سے گزرا ہے؟

الکزنڈر ہیڈلی۔ آزاد کا دیوان بہت دن ہوئے میں نے دیکھا تھا (۷۰) ۔ لیکن نہ میرے پاس اس کا کوئی نسخہ ہے، اور نہ پٹنہ میں کہیں اور اس کا پتا مل سکا۔ جن اشخاص کا نام آپ کے خط میں ہے، ان سے میں واقف نہیں۔ یاد آتا ہے کہ ان کی ماں مسلمان تھی۔ اس لیے جن صاحب کو ماموں لکھا ہے وہ واقعی آزاد کے ماموں ہوں تو عجب نہیں۔ عبدالماجد دریا بادی صاحب نے ایک مقالہ آزاد پر لکھا تھا، عجب نہیں ان کے پاس دیوان ہو۔ بنارس میں بھی ہوگا۔ مہیش پرشاد سے دریافت فرمائیں۔

جمال الدین انجو کے متعلق صبحِ صادق (عہدِ شاہجہاں کی تصنیف) میں یہ اطلاع ملی ہے کہ وہ دکن میں پیدا ہوئے تھے۔ ابھی تک میں نے عہدِ اکبری کی تصانیف میں ان کے حالات نہیں ڈھونڈے۔ یقین ہے کہ ان کی جاے ولادت کی تحقیق زیادہ دشوار نہ ہوگی۔ آثرِ غالب کے حواشی میں میں نے غالب کے مستعمل لفظ، چندم، کی نسبت لکھا (۷۱) ہے کہ غالب کی تحریر کے علاوہ میں نے کہیں اور نہیں دیکھا۔ ابھی حال میں عبید زاکانی کی نثر میں اس کی سند ملی ہے۔

میں فرہنگِ انجمن آرائے ناصری کو بالاستیعاب دیکھ رہا ہوں، میری قطعی رائے ہے کہ حالی نے ہدایت کے نقطۂ نظر کی صحیح ترجمانی نہیں کی۔ ان معاملات میں جو غالب اور بُرہان میں مابہ النزاع ہیں، وہ کم و بیش ۹۵ فی صدی بُرہان کا ہمنوا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس نے خود بُرہان پر اعتراض کیے ہیں۔ میرا ارادہ اس کے متعلق ایک مستقل مضمون لکھنے کا ہے۔ مہر صاحب نے اپنے ایک مضمون میں جو غالب نمبر میں چھپ رہا ہے (۷۲)، ہدایت کے اقوال کو اس طرح پیش کیا ہے کہ گویا وہ غالب کے اعتراض کی تصدیق کرتا ہے، حالانکہ اسے خبر بھی نہ تھی کہ غالب نے بُرہان کے بارے میں کیا کیا تحریر کیا ہے۔ خود ہدایت کا مایۂ تحقیق کچھ بلند نہیں، ایک جگہ اس نے کنایتہً ترکی جاننے کا دعوا کیا ہے، لیکن اس کی ترکی (یہاں ترکی اور مغلی زبان کے فرق سے بحث نہیں) جاننے کا یہ عالم کہ لفظ "تومان" کے متعلق بھی وہ قطعی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ کس زبان کا لفظ ہے۔

بُرہانِ جامع کا مؤلف (۷۳) تو اور بھی بدتر ہے۔ کتاب بھر میں شاید ہی کوئی بات اپنی طرف سے لکھی ہو۔ ہاں، یہ تو لکھنا بھول ہی گیا کہ ہدایت نے فرہنگِ دساتیر کے کُل یا تقریباً کُل لغات اپنی فرہنگ میں شامل کرلیے ہیں، اور بعض دساتیری الفاظ مثلاً "فرجود" کو اپنی نظم میں بھی استعمال کیا ہے۔ "فرتاب" بہ معنی وحی و کشف دساتیری لغت کی حیثیت سے اس میں موجود ہے، مگر اس کے معنی معجزہ یا کرامت درج نہیں۔

لفظ "بے پیر" اب بھی ایران میں مستعمل ہے۔ وحید مدیر ارمغان (تہران) کی ایک نظم میں، میں نے دیکھا ہے۔ ہندوستانیوں میں مفتی عبّاس نے بھی (جن سے غالب نے قاطع بُرہان کی داد خاص طور پر چاہی تھی) اپنی مثنوی میں صہبائی کے رد میں اسے برتا ہے۔ اردو میں سودا، میر، مصحفی، جرأت، ظفر (۴۰)، معروف، ناسخ اور متعدّد تلامذۂ ناسخ کے یہاں موجود ہے۔ بڑی حیرت کی بات ہے کہ غالب اردو اور فارسی دونوں میں اس کے استعمال کے روا دار نہ تھے۔

مُسلم سلمہٗ (۵۰) کو میرا سلام کہہ دیجیے گا۔ ان کی صحت تو یقین ہے کہ ہر طرح قابل اطمینان ہوگی۔

نیاز مند

عبدالودود

عبّاسی صاحب کا (۶۰) خط گم ہوگیا تھا اور ان کا پتا یاد نہ تھا۔ آپ سے ان کا پتا پوچھنے والا ہی تھا کہ آپ کا خط آ گیا اور اس سے ان کا پتا معلوم ہوا۔ میں نے انھیں خط لکھ دیا ہے اور تاخیر کی معذرت کی ہے۔

آزاد (۷۰) کا حال خمخانۂ جاوید جلد ۱ میں بھی ہے، اگر یہ کتاب آپ کے پاس نہ ہو اور ضرورت ہو تو نقل کراکے بھیج دوں۔

ایک بات مجھے حال میں معلوم ہوئی وہ یہ کہ طلسمِ راز جس کی تقریظ پنج آہنگ (۸۰) میں ہے، جن میر مہدی کی نسبت ہے وہ میر مہدی مجروح ہیں (۹۰)، اور ظاہراً بیسویں صدی کے اوائل میں انھوں نے اس پر نظر ثانی کی تھی۔ یہ سب باتیں ایک قطعۂ تاریخ سے معلوم ہوئی ہیں (۸۰)۔ مہیش پرشاد صاحب نے ایک بار مجھے لکھا تھا کہ مجروح کی ایک قلمی کتاب ہاتھ آئی، تفاصیل سے میں آئندہ مطلع کروں گا، لیکن ان کا وعدہ اب تک وفا نہیں ہوا۔ آپ کو انھوں نے یہ کتاب دکھائی ہے؟ (۸۱)۔

(۳)

بھنور پوکھر، پٹنہ ۔۴

۱۳/ دسمبر ۱۹۴۷ء

محترمی، تسلیم

آپ کا کارڈ دو روز قبل ملا۔ ایک نوٹ ملفوف ہے، اس سے پتا چل جائے گا کہ

خطوطِ غالب (۸۲) کس ورق تک میرے پاس ہے ۔ اس نوٹ میں زیادہ تر خطوط کے زمانۂ تحریر سے بحث کی گئی ہے۔ مہیش پرشاد صاحب نے اگر قیاسی تعینِ زمانہ کی وجوہ بتائی ہوتیں تو ان پر غور کیا جاتا۔ انھوں نے اس کی زحمت بھی گوارا نہ کی۔ اب یا تو ان کے فیصلے کو بے چون و چرا تسلیم کیجیے یا غالب کے تمام فارسی اردو خطوں اور بعض صورتوں میں ان کی کتابوں کو بھی دیکھیے تب جا کر کہیں ان کے قول کی صحت یا عدم صحت کے متعلق راے قائم ہوسکے گی ۔ میں نے جو کچھ لکھا ہے اگر انھیں اس سے اختلاف ہو اور وہ اس کی وجہ بتائیں تو اس پر غور کرنے کے لیے تیار ہوں، ممکن ہے کہ جن باتوں پر ان کی نظر ہو وہ اس وقت میرے ذہن میں نہ ہوں ۔

میں آپ کو خطوطِ غالب [کے] بقیہ اجزاء بھیجنے کے لیے نہیں لکھتا، اس لیے کہ میں کل کلکتے جا رہا ہوں اور وہاں سے ۱۶ / کو بشرطے کہ ڈاکٹر زبیر صدیقی نے میرے لیے ہوائی جہاز میں نشست مخصوص کرالی ہو، کراچی روانہ ہو جاؤں گا ۔ قطعی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ وہاں کتنے دنوں قیام ہوگا۔ دو ہفتوں سے زیادہ ٹھہرنے کا ارادہ نہیں، لیکن بخوبی ممکن ہے کہ جس کام کے لیے جا رہا ہوں وہ اتنے دنوں میں نہ ہوسکے ۔ کلکتے میں ڈاکٹر زبیر صدیقی کے ذریعے خطوط غالب مل سکا، تو ساتھ لیتا جاؤں گا ورنہ واپسی کے بعد باقی اجزاء آپ سے منگواؤں گا (۸۳)، بلکہ کراچی ہی سے لکھ دوں گا کہ آپ پٹنہ بھیج دیں ۔ اگر کراچی میں آپ کا کوئی کام ہو تو لکھیے گا، میں کراچی پہنچ کر آپ کو خط لکھوں گا ۔

نیاز مند

عبدالودود

خط از راہِ احتیاط رجسٹرڈ بھیجتا ہوں۔ صاحب زادوں (۸۴) کی خیریت آپ نے ادھر مدت سے نہیں لکھی ۔ آئندہ خط میں ضرور لکھیے گا۔

اب یہ خط ۱۵ / دسمبر کو روانہ ہوگا۔ وقت رجسٹرڈ کرانے کا نہیں رہا اور کل اتوار ہے ۔ ہاں آپ نے لکھا تھا کہ میں ایک مفصل خط لکھوں گا، یہ آج تک نہیں ملا، اس کے بدلے محض چند سطروں کا ایک کارڈ ملا ہے ۔ اگر آپ نے بھیجا ہے تو بعض اور خطوں کی طرح راہ میں ضائع ہوا یا اب تک راہ میں ہے ۔

نوٹ

از قاضی عبدالودود

۱۲/ دسمبر ۱۹۴۷ء

۱۔ میرے پاس اردوے معلّیٰ (مبارک علی)، عُودِ ہندی (الہ آباد)، خطوط غالب تا ص ۲۴۰ موجود ہیں ۔ کلّیاتِ نثرِ غالب (فارسی) آج کل میرے پاس نہیں ۔ خطوطِ غالب کا تبصرہ معاصر کے تین شماروں میں چھپا ہے اور مُصنّف (علی گڑھ) (۸۵) کے شایع کردہ مضمون میں بھی بعض خطوط کے زمانۂ تحریر سے بحث کی گئی ہے ۔ کوشش کی جائے گی کہ جو باتیں پہلے لکھی جا چکی ہیں دوبارہ نہ لکھی جائیں ۔ لیکن اس وقت نہ معاصر سامنے ہے اور نہ مُصنّف ۔ ممکن ہے بعض باتیں مُکرّر ہوجائیں ۔

۲۔ ہر خط کے ساتھ یہ بتانا چاہیے کہ کہاں سے لیا گیا ہے ۔ دوسری جلد پر اسے نہ چھوڑا جائے ۔

۳۔ ہر خط کے ساتھ ان اردو فارسی خطوں کا ذکر کیا جائے جن سے اس کا تعلق ہے ۔

۴۔ بعض اغلاط اردوے معلّیٰ طبع اول میں موجود تھے ۔ یہ خطوطِ غالب میں بھی ہیں لیکن حواشی میں ان کی طرف ناظرین کی توجہ منعطف نہیں کرائی گئی۔ مثلاً خطوطِ غالب ص ۴۲ " اوسی ورق میں یہ مطلع نکلا :

اگر بہ گنجِ گہر میلم اُوفتاد ، چہ باک   کفِ جوادِ ترا از برائے آن دارم "

ظاہر ہے کہ یہ مطلع نہیں ۔

۵۔ بہت سے خطوں کا زمانہ قیاساً معیّن کیا گیا ہے ۔ قیاس کی وجہ بتانی ضرور ہے ۔

۶۔ جنتری کی مدد سے تاریخوں کے تطابق کا جو کام کیا گیا میں نے اسے جانچا نہیں۔

۷۔ وہ خطوط جن کے زمانۂ کتابت کی تعیین بالکل ممکن نہیں آخر میں درج کیے جائیں ۔ مہیش پرشاد صاحب (=م) نے ایسے بہت سے خطوط درمیان میں ڈال دیے ہیں۔ ان کے ذہن میں اس کی وجوہ ہوں گی، مگر بے بتائے ہوئے دوسروں کو ان کا علم کس طرح ہو۔

۸۔ تفتہ ۔ خط ۱ میں جس قطعے کا ذکر ہے (۸۶) وہ دیوانِ تُفتہ قلمی (کلکتہ) میں موجود ہے ۔ اور بے شبہہ خطاب ملنے کے بعد لکھا گیا ہے ۔ سنہ کی تعیین صحیح ۔ لیکن مہینے کے بارے میں قطعیّت کے ساتھ فیصلہ ٹھیک نہیں ۔

خط ۲۲ میں " بیش و بیش تر " کی بحث میں اشارہ ہے جو خط ۶ (۲۲ مارچ ۵۲ء) میں ہے۔ خط ۲۲ کا سال کتابت ۲۱ اگست ۵۳ء اور ۱۳ جنوری ۵۴ء کے درمیان قرار دیا ہے۔ میری رائے میں یہ خط ۵۲ء کا ہے اور خط ۶ کے بعد لکھا گیا ہے۔

جوہر۔ خط کے زمانۂ تحریر (۸۰) کے باب میں میں نے جو کچھ لکھا تھا سیّد وزیر الحسن صاحب استاذ اینگلو عربک کالج، دہلی اس کی تائید کرتے تھے۔ ان کے پاس بقول خود جوہر کے نام کے غیر مطبوعہ خطوط ہیں، مگر [میں] نے انھیں نہیں دیکھا۔

حقیر۔ خط ۱ کا زمانۂ کتابت ۵۲ء بتایا گیا ہے، یہ شاید اس بنا پر ہے کہ اس میں تُفتہ کا کول میں ہونا (؟) لکھا ہے۔ اور (؟) ۴ جنوری ۵۲ء کے ایک خط (نمبر ۴ بنام تُفتہ) سے ثابت ہوتا ہے کہ اس وقت تُفتہ کول میں (؟) [تھے] م نے اس پر غور نہ کیا کہ خط ۵ ہی سے جو ۱۹ فروری ۵۲ء کا لکھا ہوا ہے، یہ پتا چلتا ہے کہ اس بار وہاں قیام [...] اور خط (بنام حقیر) میں یہ عبارت ہے: " تفتہ ... بہت دنوں سے علی گڑھ میں ہیں "۔ مزید کہ اس خط میں میر علی نقی خاں کی سفارش کی نشان دہی ہے اور خط ۲ میں بھی ان کا ذکر آتا ہے اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ [اسی سلسلے میں لکھا گیا ہے]۔ یہ خط جو جنوری ۱۸۵۵ء کا لکھا ہوا ہے، میری رائے میں خط اس کے کچھ قبل کا ہے۔ خط ۲۴ (بنام تُفتہ مورخہ ۲۳ فروری ۵۴ء) سے یہ پتا چلتا ہے کہ تاریخِ مذکورہ کے لگ بھگ تُفتہ نے غالب کو ایک خط علی گڑھ سے لکھا تھا۔ م اگر یہ ثابت کر دیں کہ اواخر ۵۴ء میں تُفتہ کول میں نہ تھے، تو میں اپنے بتائے ہوئے زمانے پر اصرار نہ کروں گا۔

خط ۵ کا سنہِ کتابت صحیح، مگر مجھے یہ ماننے میں تأمّل ہے کہ ستمبر کا لکھا ہوا ہے۔ یہ خط اس زمانے کا ہے جب کلّیات فارسی کا چھاپا ختم ہوچکا تھا، مگر غالب رُپے نہ ہونے کی وجہ سے اس کی جلدیں منگوا نہ سکے تھے۔ اردوے معلّیٰ ص ۳۱۵ پر علائی کے نام ایک خط ہے جو ۲۰ ستمبر ۱۸۶۳ء کا لکھا ہوا ہے (۸۸)، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس وقت تک کلّیات، غالب تک پہنچ چکا تھا۔ خط ۵ کا زمانۂ تحریر ستمبر نہیں، ہوسکتا ہے اس کے قبل کا ہے۔

عزیز۔ خط ۱ کا سالِ تحریر ۱۸۵۶ء (۸۹) کس طرح مقرّر کیا جائے میری سمجھ میں بالکل نہ آیا۔ خط ۲ کو خط ۳ سے قبل کیوں اور کس اصول کے مطابق جگہ دی گئی ہے میں نہ سمجھ سکا۔

میکش۔ خط ۱ سے یہ تو ظاہر ہے کہ فتحِ دہلی سے پہلے کا ہے، لیکن سن کی تخصیص کس طرح ہوئی؟

خط ۲ کے آخری الفاظ میں " تازہ شے بہتر، بارہ سے بہتر " سے غالب کی کیا مراد ہے؟